قسط (۱۷) مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی*

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

ماخوذ از خودنوشت ڈائری ۱۹۵۸ء

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب وروز اور اسفار کے علاوہ اعزہ واقارب' اہل محلہ وگردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی گئی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ' تحقیقی عبارت' علمی لطیفہ' مطلب خیز شعر' ادبی نکتہ' اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں .... (مرتب)

دادا اور پردادا کا سفرنامہ حج: جناب حاجی عبدالصمد مرحوم جو دادا مرحوم کے سفر حج کے ساتھی اور مشہور عالم مولانا عبدالقادر کے فرزند اور حاجی محمد یوسف رکن دارالعلوم کے چھوٹے بھائی تھے' انہوں نے جدامجد کے سفرحج کی یہ تفصیل بتائی۔ مغل کمپنی کا دارا نامی جہاز تھا۔ ۱۵ رمئی ۱۹۲۲ء کو کراچی سے روانہ ہوئے اور ۷ اروز میں پہنچے۔ جہاز میں ۷ ارسو تک افراد تھے۔ حاجی عبدالصمد صاحب' مولانا عبدالقادر صاحب' حبیب اللہ صاحب' عثمان الدین استاذ کے والد حاجی کمال الدین' محمد بشیر اور مولانا عبدالقیوم مشہور ناظم فارسی بھی تھے۔

۸ شوال کو یہاں اکوڑہ سے روانہ ہوئے تھے۔ یکم ذی الحجہ کو جدہ میں اترے' دو دن جدہ میں ٹھہرے۔

۴ رذی الحجہ کو مکہ معظمہ پہنچے۔ اس سال حج میں چند مشاہیر یہ تھے: نور المشائخ ملا شور بازار افغانستان' امیر حبیب اللہ کے والد اور شام کے مفتی اعظم بدو قبائل کے شیخ شمس کا بھی چرچا تھا۔ معلم الحجاج سید امین عاصم تھے۔ ۲۵ رذی الحجہ ہفتہ کو مکہ کے قریب سید الشہداء نامی مقام سے مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوا۔

سلطانی راستہ سے قافلہ مدینہ منورہ روانہ ہوا۔ رابغ میں بدو گولی چلا رہے تھے' وہاں سے بئر حسینی گئے

* استاد جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اور روک لئے گئے' پھر دو دو مجیدی روپے دے کر راستہ چھوڑ دیا گیا' قافلہ اونٹوں کا تھا اور ۸/ ۹ سو تک تعداد تھی۔ ۵ یا ۶ محرم کو منزل خیف پہنچے جہاں بدوؤں نے ایک ماہ تک قافلہ ٹھہرائے رکھا۔

ان بدوؤں نے شریف مکہ کے خلاف راستے کا ٹیکس بند کرنے پر اودھم مچا رکھا تھا اور احتجاجاً حاجیوں کو تنگ کرتے تھے' ان کے لیڈر عباس نامی شیخ تھے' بالآخر حجاج نے ٹیکس پورا کیا۔ امیر حبیب اللہ کے والد نے تین سو پونڈ' ملا شور بازار نے دو سو پونڈ' اور شیخ صالح محمد نے ۵ سو پونڈ اور باقی سب حجاج نے ٹیکس کی رقم جمع کر کے ان کو دی' میرے والد مولانا عبدالقادر صاحب تنہا قافلے سے چھپ کر کہیں گئے تھے' ۷/ ۸ دن تک ان کی کوئی اطلاع نہیں آئی تھی۔ ۷/ ۸ محرم کو یہاں سے بھاگ نکلے تھے۔ ہم سات رفقاء سوائے حاجی کمال الدین کے ان کے پیچھے قافلہ چھوڑ کر روانہ ہوئے۔ اور ہم سب نے اپنے پیسے اور سامان وغیرہ دفنایا تھا۔ اس کے بعد ہمارا سفر شروع ہوا' پینے کے پانی کے لئے سخت تکلیف پیش آتی رہی۔ ___ بئر علی سے کافی پہلے ایک گھر نظر آیا۔ میرے دادا (الحاج معروف گل) نے آواز دی۔ یارب کریم! تو اس گھر والوں نے جتنا پانی تھا دیا اور کچھ کھجوریں بھی دیں اور کہا کہ واللہ گھر میں اور کچھ نہیں ورنہ وہ بھی کھانے کو دیتے۔ وہاں سے ہم روانہ ہوئے' پیاس کی وجہ سے سکرات کی حالت ہم پر طاری تھی۔ ایک کنواں نظر آیا اس میں جھانک کر دیکھا تو ایک شخص اس میں چادر اوڑھے نظر آیا۔ شاید وہ شخص شدت پیاس کی وجہ سے اس میں کودا ہوگا اور وہیں مر گیا ہوگا۔ ہم نے کنویں سے میلا اور گدلا پانی نکالا اور چھان کر پی لیا اور نڈھال ہو کر سو گئے۔ وہاں سے روانہ ہوئے تو پھر راستہ گم کر دیا۔ بدوحدی خوانی کرتے ہوئے روانہ تھے۔ ہمیں انہوں نے دیکھ لیا تو بندوق تانے پہنچ گئے' ہم نے کہا مدینہ جا رہے ہیں' تب چھوڑ دیا۔ جب سکرات کی حالت میں ہمیں پانی ملا تو آپکے دادا نے ہمیں ایک ایک گھونٹ پینے کو دیا اور کہا کہ یکدم پیؤ گے تو نقصان ہوگا۔ دوسرے دن بئر علی کو پہنچے وہاں پر بھیڑ بکریوں کی آواز سن کر ان کے پیچھے گئے کہ شاید وہاں پانی ہوگا۔ وہاں پر ہم نے پانی پیا۔ چرواہوں نے ۵ ر پیسے سے کافی دودھ دیا۔ اور ہم نے اس میں پانی ڈال کر خوب پیا اور کھجور بھی ملیں۔ بئر علی سے مدینہ تک مسافت ہم نے مغرب کے بعد شروع کی' راستے میں تیز ہوا چلنے لگی ایک قدم اٹھاتا تو ہوا کے زور سے کئی قدم آگے جاتے عجیب معطر خوشبو بھی ہوا میں محسوس ہو رہی تھی' مدینہ منورہ کے راستے میں دو بدو ایک باغ سے نکلے' انہوں نے حملہ کیا۔ آپ کے جدامجد کے کاندھے پر دری تھی' وہ لوگ اس کو بھگا کر لے گئے۔ وہ بھی ان کے پیچھے بھاگنے لگا۔ ہم نے اس کو روک لیا کہ وہ لوگ خود بھاگ گئے ہیں' سحری کے وقت مدینہ منورہ کی طرف سے صلوٰۃ وسلام کی آوازیں آئیں' ہم سمجھے کہ مدینہ منورہ قریب ہے ہم مدینہ منورہ کے سٹیشن (جسے عنبریہ کہتے ہیں) کے ساتھ سوئے۔ صبح روانہ ہو کر ۵ ر بجے کے قریب مدینہ منورہ پہنچے میرے والد مولانا عبدالقادر جو گم ہو گئے تھے' باب الرحمت میں کھڑے تھے۔ ان کی ملاقات سے بہت خوشی ہوئی' حرم میں داخل ہوئے روضہ مطہرہ کا دیدار کیا۔ مدینہ منورہ اکثر خالی تھا' کیونکہ اس سے پہلے سخت قحط آیا تھا اور مدینہ سے لوگ بھاگ گئے تھے' شاہ بخارا کے رباط اور مدرسہ میں گئے۔ سید حسن مہاجر ترکی کے مدرسہ میں رہے۔ خیف والا قافلہ بھی پہنچا تھا۔ قافلہ نے ۹ ر دن قیام کیا اور پھر ہم سب اکٹھے واپس ہوئے' واپسی میں خیف پہنچے تو خزانہ امانت تھا۔ ___ مال لے کر عمراء کے راستے ینبوع بندرگاہ کو

آئے۔ وہاں تین دن قیام کیا۔ آپ کے دادا (حاجی معروف گل) ایک مچھلی پکڑ کر لائے تھے۔ ۲۰/۲۵ سیر تھی سب نے خوب کھائی اور کچھ پھینک دی۔ ___ ینبوع میں ایک کشتی تھی اس میں مولوی عاشق الٰہی میرٹھی بھی تھے' وہ لوگ ہندوستانی تھے۔ ان لوگوں نے کہا یہ لوگ پٹھان ہیں ان کو نہیں چھوڑیں گے۔ اس پر جھگڑا ہوا اور ہم کشتی سے اُتر گئے۔ ایک دخانی جہاز جس میں گولہ بارود بھرا ہوا تھا۔ وہ جا رہا تھا۔ ہم لوگ اس میں ینبوع سے بلا قیمت سوار ہوئے۔ ایک رات دریا میں گزار کر دوسرے دن جدہ پہنچ گئے اور وہ کشتی جس میں ہمیں سوار نہیں کیا گیا' آٹھویں دن سخت تکلیفوں سے پہنچی۔ ہم پانچ چھ دن جدہ میں رہے' خوب سیر کی' بی بی حوا کا روضہ بھی جدہ میں دیکھا۔ آخری جہاز تھا مسکینوں کے لئے' جس کے پاس جتنا تھا اسی قیمت پر ٹکٹ لے لیا۔ پہلے اسی روپے قیمت تھی اس کے بعد گرتے گرتے چالیس تک پہنچ گئی۔ آپ کے دادا نے بھی چالیس کا ٹکٹ لیا اور اکثر لوگ اس میں مفت سوار ہوئے۔ ۱۴ دن جہاز نے سفر کیا۔ ستمبر میں ہم اکوڑہ پہنچے۔ لوگوں نے شاندار استقبال کیا۔ آپ کے پردادا میر آفتاب (حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے جدامجد) ۱۹۲۴ء میں حج کو تشریف لے گئے تھے اور میرے بڑے بھائی حاجی محمد یوسف بھی ان کے ہمراہ تھے۔

جدامجد مرحوم کے والد حاجی میر آفتاب کے اسفار حج: میرے پردادا یعنی حضرت شیخ الحدیث کے دادا الحاج میر آفتاب صاحب مرحوم پہلی دفعہ ۱۹۲۴ء میں حج بیت اللہ شریف کو گئے۔ اسوقت مالی حالت ایسی نہ تھی اور سخت خطرات تھے مگر ان کا بے پناہ جذبہ عشق و اشتیاق اس کا باعث بنا۔ ان کے رفقاء سفر میں جناب الحاج محمد یوسف (رکن دارالعلوم) ابن مولانا عبدالقادر مرحوم بھی تھے' انہوں نے اس سفر کی یہ تفصیل بتائی کہ اکوڑہ خٹک سے میں اور حاجی الٰہی بخش محلہ ککے زئی' جناب میر حسین محلہ ککے زئی اور والدہ شیخ شرف الدین ساتھ تھے' یہاں سے ریل گاڑی میں بمبئی گئے۔ تقریباً ۲۵ دن ٹھہرنا پڑا کیونکہ میں (حاجی محمد یوسف) اپنے والد کی اجازت کے بغیر روانہ ہوا تھا اور بمبئی سے بذریعہ خط وکتابت اپنے والد سے اجازت لینی پڑی۔ پہلے تو اجازت نہ دی لیکن بعد میں راضی ہوئے۔

اس کے بعد ہم سب بمبئی سے بحری جہاز سے روانہ ہوئے۔ جدہ سے میں اور حاجی میر آفتاب مرحوم ایک اونٹ پر سوار ہوئے۔ مجھے سواری پر بہت نیند آتی تھی' تو میں نے پگڑی سے اپنے آپ کو حاجی میر آفتاب سے باندھ لیا تاکہ نیند کی حالت میں سواری سے گر نہ پڑوں۔ دریں اثنا قبلہ بزرگوار نے ازراہ ظرافت وہ پگڑی کھول دی اور میں نیند میں اونٹ سے گر پڑا۔ صبح جدہ سے آئے۔ اور حانامی جگہ پہنچے' پڑاؤ کیا' دن کو آرام کیا اور رات کو پھر عازم مکہ مکرمہ ہوئے۔ ہم سب سواریوں پر تھے' مگر یہاں سے آگے قبلہ بزرگوار نے پاپیادہ سفر کیا' چنانچہ وہ مکہ مکرمہ تک پیدل چلتے رہے اور صبح کے وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ شیخ عبدالعزیز بمبئی والے ہمارے معلم کا نام تھا۔ ___ یہ زمانہ شریف حسین کی حکومت کا تھا اور اس سال ابن سعود نے طائف وغیرہ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ ناصر الملک مہتر چترال بھی حج کرنے آئے تھے' ان کو ہم نے عرفات کے میدان میں دیکھا۔ بہت وجیہہ تھے جس کی وجہ سے لوگ انہیں بہت بڑے بزرگ سمجھے اور اس کے ہاتھوں میں شکرانے اور تحفے ڈالتے' اور وہ ہنستے رہتے۔ ہمارے ایک ساتھی میر حسین ککے زئی نے میدان عرفات میں دعا کی' اے خدا میں نے بہت گناہ کیے ہیں میرے گناہ معاف کردے اور مجھے یہاں سے واپس

ملک نہ لے جا۔ چنانچہ ان کی دعا قبول ہوئی' عرفات سے اسی دن عصر کے وقت منیٰ آ رہے تھے تو مزدلفہ کی حدود میں پانی نہ ملنے کی وجہ سے انتقال فرما گئے اور ان کی یہ خواہش پوری ہوئی۔ ـــــ قبلہ بزرگوار ہزار شوق اور تڑپ کے باوجود مدینہ منورہ نہ جاسکے۔ کیونکہ شریف مکہ اور ابن سعود کے درمیان گڑبڑ کی وجہ سے راستہ غیر محفوظ تھا اور یہ حضرات مکہ معظمہ میں سترہ دن رہ کر عازم وطن ہوئے اور یہ سفر غالباً ۳ ماہ کے عرصہ میں پورا ہوا۔ بمبئی سے بذریعہ ریل گاڑی واپس ہوئے اور تمام اہل اکوڑہ نے ان کا شاندار استقبال کیا۔ (۵راپریل تا ۱۳راپریل ۱۹۵۸ء)

میرے پردادا کا دوسرا حج: قبلہ حاجی میر آفتاب صاحبؒ پہلے حج میں مدینہ طیبہ نہ جاسکے تھے اور یہ حسرت اور اشتیاق دل میں رہا اور موقعہ کی تلاش میں رہتے اور ہر قسم کی بے سروسامانی کے باوجود دوبارہ روانہ ہوئے۔ اس دفعہ حاجی کجیر گل آف آدم زئی اور حاجی شتاب گل آف اکوڑہ ان کے ساتھی تھے پہلے حج کے بعد یہ حج دو تین سال بعد ہوا۔

مولانا مدنی اور حضرت کشمیریؒ کی تقبیل یدین سے ناراضگی: حضرت والد صاحب نے فرمایا کہ ہمارے حضرت مولانا مدنیؒ بھی تقبیل یدین (ہاتھ چومنے) کیلئے کسی کو نہیں چھوڑتے تھے یہاں اکوڑہ خٹک بھی جب تشریف لائے تو دونوں ہاتھ بغلوں میں چھپا دیئے اور اسی خاطر کسی سے مصافحہ نہ کرتے کہ کوئی جھک کر آپ کے ہاتھ کو چوم نہ لے۔ ایک دفعہ سفر حج سے تشریف لائے سینکڑوں افراد استقبال کیلئے سٹیشن پر کھڑے تھے آپؒ نے اترتے ہی ہاتھ پہلو میں باندھ لئے اور کسی کو جھک کر مصافحہ کرنے نہ دیا۔ اور فرمایا کہ کیا ہوا اگر حج سے آیا۔ یہاں اکوڑہ میں آنے پر ایک دو افراد نے ہاتھ چوما تو آپ نے سختی سے جھڑک دیا۔ پھر دو افراد کا تقرر اسلئے کیا گیا کہ لوگوں کو تقبیل سے منع کریں۔ جب حضرت مدنی مظفرنگر جیل میں (قید) تھے تو رہائی کے وقت ہم وہاں گئے۔ حضرت شیخ الادب صاحب (اعزاز علی) وغیرہ اکابر علماء بھی ساتھ تھے' رہائی کے بعد آپ ایک لاری میں بیٹھ گئے حضرت ڈرائیور کے ساتھ دوسری سیٹ پر بیٹھ گئے اور ہم پچھلی سیٹوں پر بیٹھ گئے' اس دوران ایک بڑا افسر آیا اور حضرت مدنی کے ساتھ بات چیت میں مصروف ہوئے۔ لاری کے نیچے کھڑے لوگ حضرت کے پاؤں اور ہاتھوں کے برابر (متوازی) تھے' میں نے خود دیکھا کہ لوگ حضرت شیخ کو مصروف پا کر ان کے پاؤں اور ہاتھ چومنے میں لگ گئے۔ جس پر آپ نے جلدی سے اپنے پاؤں سمیٹ لئے اور لوگوں کو سختی سے منع کیا۔ ہم نے آپ کے مکان پر بڑے متقی اور ممتاز علماء کو دیکھا لیکن کسی کو یہ موقع مشکل سے ملتا' کبھی کبھی جب آپ چارپائی پر لیٹ جاتے تو بڑے اجلہ علماء کو انکے پاؤں چومتے دیکھا۔ جیسے حضرت امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری کو دیکھا ایک دفعہ حضرت مدنی کی چارپائی کے پائنتی پر بیٹھ کر دیکھا۔ بیان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے اساتذہ اور اکابر ان چیزوں سے حتی الوسع منع کرتے اور خفا ہوتے تھے۔ جب میں دیوبند گیا تو اس وقت حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ دارالعلوم دیوبند کی (تدریس) سے علیحدہ ہوگئے تھے' ایک دفعہ ان سے ملاقات کیلئے جانا ہوا میرے ساتھ ایک دوسرے ساتھی بھی تھے' عصر کی نماز شاہ صاحبؒ کی مسجد میں پڑھی جب مسجد سے نکلے تو مجھے تو حضرت شاہ صاحبؒ کی طبیعت معلوم تھی کہ تقبیل ان کو بری لگتی ہے لیکن میرے ساتھی کو علم نہ تھا' اس نے پے درپے اُن کے ہاتھ کو

چومنا شروع کر دیا جس پر حضرت شاہ صاحب نے منع کر کے فرمایا ''مولوی صاحب مکروہ تحریمی ہے بحرالرائق میں لکھا ہے'' ماخوذ از درس ترمذی شیخ الحدیث باب تقبیل الید) ۲۶ ر جنوری ۵۸ء

والد ماجد کا ارشاد کہ امکان کذب کے بجائے توسیع قدرت کی اصطلاح مناسب:

والد صاحب نے درس ترمذی میں فرمایا: امکان کذب کا مسئلہ زیر بحث رہتا ہے' بظاہر یہ لفظ طبائع پر شاق گزرتا ہے اس لئے ''توسیع قدرت'' یا اس قسم کے دوسرے عنوان سے اس مسئلہ کو ظاہر کرنا مناسب ہے کہ اللہ وعدہ کئے ہوئے چیز کی جانب مخالف پر بھی قادر ہے لایسئل عما یفعل وھم یسئلون (درس ترمذی شیخ الحدیث)

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

خلیفہ عباسی ناصر الدین نے خود چنگیز خان کو خوارزم پر چڑھائی کی ترغیب دلائی تھی۔ شیعہ ابن علقمی وزیر مستعصم باللہ نے ہلاکو خان کو بغداد پر حملہ کرنے کی خفیہ دعوت دی یہ دعوت وزیر کے معتمد نصیر الدین طوسی لے گیا تھا۔ ان اللہ لا یغیر مابقوم حتیٰ یغیروا مابانفسھم　(بحوالہ ترجمان جلد ۲ تفسیر سورۃ الانبیاء)

مولانا احمد علی لاہوری کا مکتوب گرامی:

۱۴ ر رمضان ۱۳۷۷ھ:　مخدومی ومخدوم العلماء حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم از احقر الانام احمد علی عفی عنہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ اپنے دار العلوم کے تمام شعبوں کے اساتذہ کرام اور تعداد طلبہ سے مطلع فرمادیں' میں ان اعداد وشمار کو خطبہ جمعہ میں ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ امید ہے جواب سے جلدی مطلع فرمایا جائے گا۔

دار العلوم حقانیہ کے گیارہ سال مکمل ہونے پر شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری کا امراء اور حکام کو چیلنج

اے تعلیم یافتہ حضرات! اگر آپ اجازت دیں تو کیا آپ سے پوچھ سکتا ہوں کہ آپ نے قومی خزانے سے آج تک لاکھوں روپیہ بصورت تنخواہ وصول کیا اور لاکھوں روپیہ غیر ممالک کی سیر وتفریح میں خرچ کیا اور دوسرے ممالک میں اجنبی عورتوں سے ڈانس بھی کیا، پاکستانی روپے سے غیر ممالک میں جا کر خوب شراب پلائی اور خود بھی پیٹ بھر کر پی۔ اس غریب اور مفلس قوم کا روپیہ برباد کر کے اپنی قوم کا کیا بھلا کیا؟ آپ نے وہی کیا جو اپنا کچا چٹھا سن چکے ہیں۔ بایں ہمہ مولوی بڑے بے ایمان ہیں۔ میرے تعلیمیافتہ بھائیو! مسلمان کا ایمان ہے کہ قیامت آنے والی ہے، اس دن ہر ایک انسان سے اس کے اعمال کا حساب لیا جائے گا کہ اپنے خالق کے لئے کیا کیا تھا؟ اور اس کے دین کی کیا خدمت کی تھی اور خود دین الٰہی کی کتنی پابندی کی تھی؟ اس دن کیا جواب دیں گے؟ کیا اس دن آپ یہی جواب دیں گے کہ شراب پیا کرتے تھے، پرائی عورتوں سے ڈانس کیا کرتے تھے، ثقافت اسلامی کے نام سے رقص وسرود کی محفلیں رچایا کرتے تھے اور اسی اسی ہزار روپیہ اے اللہ تیرے بندوں کی کمائی کا (جو ٹیکسوں سے وصول کیا کرتے تھے) ان رنگ رلیوں پر صرف کیا کرتے تھے۔ اور جب علماء دین ان حرکتوں پر ہمیں متنبہ کیا کرتے تھے تو ہم جواب میں کہا کرتے تھے کہ مولوی بڑے بے ایمان ہیں، مولوی کیا جانتے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔

میرے بھائیو! خدا سے ڈرو، خدا تعالیٰ قہار ہے، جبار ہے۔ جب تمہیں پکڑے گا تو تمہیں اس کی گرفت سے

کوئی بھی نہیں بچا سکے گا۔

قرآن مجید کی تعلیم سے بے نیاز ہونے والے بھائیو غور سے سنو!

الم تکن ایتی تتلیٰ علیکم فکنتم بھا تکذبون قالو ربنا غلبت علینا شقوتنا وکنا قوماً ضا لین ربنا اخرجنا منھا فان عد نا فانا ظلمون قال اخسئوافیھا ولا تکلمون

(ترجمہ) ''کیا تمہیں ہماری آیتیں نہ سنائی جاتی تھیں پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے اگر پھر کریں تو بیشک ہم ظالم ہوں گے، فرمائے گا اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے نہ بولو۔''

اب سنیے! اسلام کے حفظ و بقا کے لئے علماء کرام نے کیا کیا!

مذاکرہ کا افتتاح کرتے ہوئے صدر مملکت جناب میجر جنرل سکندر مرزا نے تنگ نظر ملائیت پر بھرپور حملے کرنے کی کوشش فرمائی اور اہل علم و نظر کی دعوت دی۔ وہ اسلام کے سرمدی اور جاودانی اصولوں کو ملا ازم کی غلط روایات سے علیحدہ ہو کر ضروریات زمانہ کے مطابق پرکھیں اور مقتضیات حاضرہ پر ان کا انطباق کریں۔

کاش! صدر مملکت اس قسم کے فرسودہ اور بے معنی طرز تخاطب کی بجائے اس موقعہ پر زیادہ ٹھوس اور زیادہ وزنی ارشادات اپنے نطق ہمایوں سے ادا فرماتے۔

ملا ازم کے خلاف ہر تھرڈ کلاس گریجویٹ اور ہر سیاسی نٹ کھٹ' گرجنے اور برسنے کا عادی ہے' اس لئے صدر مملکت نے اس فرسودہ زمین پر طبع آزمائی فرما کر کوئی نئی بات نہیں کی۔ مزا تو جب تھا کہ اس بین الاقوامی اجتماع میں صدر مملکت اپنے بلند منصب اور بیش بہا اعزاز کے مطابق تاریخ کی کچھ باتیں بھی کہتے اور حالات حاضرہ کے تقاضوں کے مقابلہ میں اسلام کے موجودہ اور مستقبل کے زوال کا ذکر بھی فرماتے تا کہ صرف قومی اخبارات میں چھپنے کی بجائے ان کی تقریر دلپذیر بین الاقوامی پریس کے لئے بھی کاپی بن سکتی۔

۱۔ کیا صدر مملکت کو یہ معلوم نہیں کہ جب برطانوی، فرانسیسی، ڈچ اور ہسپانوی امپیریلزم نے مشرق میں اپنے پاؤں پھیلائے اور ایشیاء کے ممالک ان قہرمانی طاقتوں کے سامنے پس گئے اور مسلمانوں کی سلطنتوں کے چراغ ایک ایک کر کے گل ہو گئے تو وہ یہی ملا ہی تھے جنہوں نے کرانٹوں کے الحاق اور زندقہ اور ان کی تہذیب و تمدن کے مسموم اثرات سے جمہور اسلام کو محفوظ رکھنے کے لیے منظم جدوجہد کی؟

۲۔ کیا صدر مملکت اس بات سے بے خبر ہیں کہ اگر ملا ازم حاکموں کی فتوحات کے سیلاب کے سامنے اپنا فنا ٹائزم اور شدت تعصب کی شکل میں چٹان کی مانند ڈٹ نہ گئی ہوتی تو اس میں جاہ پرست طبقوں سے لے کر مسلم جمہور سب ہی خس وخاشاک کی طرح بہہ گئے ہوتے۔

۳۔ کیا جناب میجر جنرل سکندر مرزا اس حقیقت سے نا آشنا ہیں کہ سلطنت ختم ہو جانے کے باوجود ملاؤں کی وجہ ہی

سے ہماری سماجی زندگی اسلام کے رخ پر قائم ہوئی۔

۴۔ کیا یہ ملا ہی نہ تھے جنھوں نے ہمارے بچوں کی پیدائش پر کان میں اذان کہنے کی رسم اور موت کے آخری دموں پر سورۂ یٰسین کی تلاوت پر اصرار سے مسلم عوام اور خواص میں اسلامی احساس کو بیدار رکھا۔

اگر ملا اس تعصب سے کام نہ لیتے تو آج مسلمانوں کے بچے الیگزنڈر اور جان کہلانے والے تو ہوتے لیکن اسکندر اور خلیق الزمان کہلانے والے خال خال ہی نظر آتے۔

۵۔ آخر یہ کس کا اعجاز ہے کہ سلطنت ختم ہو جانے کے دو سو سال بعد بھی ظلمت کدہ ہند میں نو دس کروڑ فرزندان توحید موجود تھے اور فرنگی کے منحوس اور تاریک سایوں کے باوجود ان کی سیاسی اور سماجی زندگی اپنے انوکھے پن سے قائم تھی۔

۶۔ اگر آج بھی تاریخ کا دیانتداری سے مطالعہ کیا جائے تو بیسویں صدی میں اسلامی ملکوں میں نئی قومی تحریکوں میں ان لوگوں کا ہی ہاتھ تھا جنھیں آج کے پڑھے لکھے جاہل لوگ ملا کٹ، ملا متعصب اور تنگ نظر کے نام سے پکارتے ہیں۔

۷۔ مسلمانوں کی قومی زندگی میں جس قدر قربانیاں ملاؤں نے کی ہیں اس کا عشر عشیر بھی فرنگی کی معنوی اولاد نے نہیں کیں

حضرت علامہ اقبالؒ نے انہی جذبات سے متاثر ہو کر ملا کو اس طرح خراج تحسین پیش کیا تھا۔

افغانیوں کی غیرت دیں کا ہے یہ علاج ملا کو اس کے دشت و دمن سے نکال دو

تقسیم ملک کے بعد علماء کرام نے کیا کیا؟ مملکت خداداد پاکستان کی گذشتہ دس سالہ زندگی میں تعلیم یافتہ طبقہ نے جو کچھ کیا ہے وہ آپ سن چکے ہیں کہ سوائے پارٹی بازی کی لڑائی کے اور اپنی پارٹی کو برسر اقتدار لانے کے اور ایک دوسرے کی پارٹی کے گرانے کے اور انہوں نے کیا کیا ہے؟ ملک کے باشندے اشیاء کی گرانی کے باعث سخت مصیبت میں مبتلا ہیں، بقدر ضرورت کاروبار نہ ملنے کے باعث پریشان حال ہیں۔ ایک دفعہ میں نے گرم صدری کے لیے کپڑا خریدا جو ۹ روپے گز کے حساب سے ملا، درزی میرے ساتھ تھا وہ کہنے لگا جی انگریز کے وقت میں یہ کپڑا ہم ۱۹ آنے گز کے حساب سے خریدا کرتے تھے، علیٰ ھذا القیاس ہر چیز کی گرانی ناقابل برداشت ہے علماء کرام نے تقسیم ملک کے بعد مدارس عربیہ قائم کیے ہیں تاکہ مسلمانوں میں اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت کرنے والے پیدا ہوں۔ مثلاً

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور اس کے بانی حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہٗ حقانی سابق مدرس دارالعلوم دیوبند ہیں۔

کوائف دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک: سال گذشتہ رمضان سے پہلے کی رپورٹ نوٹ:۔ تقسیم ہند کے بعد ۱۳۶۶ میں دارالعلوم حقانیہ کا سنگ بنیاد توکلا علی اللہ دارالعلوم اور حضرات اکابر کے طریق کار کو ملحوظ رکھتے ہوئے رکھا گیا۔ اللہ کے فضل سے (اب) اسے مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اس قلیل عرصہ میں (ابھی دارالعلوم کا آغاز ہے)۔ ۳۵۰ طلباء باقاعدہ سندِ فراغت حاصل کر کے ملک و بیرون دینی و ملی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ والحمدللہ۔

شعبہ عربی علوم دینیہ: سال رواں (۱۹۵۸ء میں طلباء علوم دینیہ کی تعداد............ ۳۳۰

تعداد اساتذہ............................ ۹ عدد

شعبۂ تجوید وقرأت ....ایک ماہر قاری

شعبۂ افتاء وتبلیغ........................ایک ماہر وفاضل مفتی

شعبہ تعلیم القرآن (درجۂ پرائمری)　سالِ رواں (۱۹۵۸ء) میں تعداد طلبہ............ ۵۰۰

تعداد اساتذہ.................................. ۷ عدد

نصابِ تعلیم　عصری ضروری تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم وتربیت ۱۹۳۷ء حضرت شیخ العرب والعجم امام العصر مولانا مدنیؒ نے باقاعدہ اس شعبہ (تعلیم القرآن) کا افتتاح اپنی تشریف آوری کے موقعہ پر فرمایا اس عرصہ میں کئی ہزار بچے اس درجہ سے فیضیاب ہوئے ہیں۔　کل تعداد طلبہ دارالعلوم حقانیہ درجہ عربی وفارسی............ ۸۳۰

کل تعداد اساتذہ کرام............................ ۱۷

اخراجات　ماہانہ خرچ کا تخمینہ اوسطاً..........ساڑھے چھ ہزار روپے (6500/-)

سالِ رواں (۱۹۵۸ء) سالانہ اخراجات کا بجٹ.......... اٹھہتر ہزار روپے (78000/-)

درجہ عربی کے تمام طلباء کی ضروریات (مثلاً) کتب، قیام وطعام، روشنی ادویہ، صابن، ضروریات امتحانات وغیرہ کا دارالعلوم کفیل ہے۔۔ مطبخ سے اس سال ۲۰۰ طلباء کو صبح وشام کھانا دیا جاتا رہا ہے۔

تعمیرات: تقریباً ایک لاکھ روپیہ کی لاگت سے دارالعلوم کیلئے ایک شاندار عمارت تعمیر ہو چکی ہے، جو درسگاہوں اور دفاتر پر مشتمل ہے۔ دارالاقامہ ومسجد کی تعمیر کی حالاً اشد ضرورت ہے۔ جس پر کئی لاکھ روپیہ کی لاگت کا تخمینہ ہے۔

تعلیم یافتہ طبقہ کو چیلنج مغربی پاکستان کی گیارہ سالہ زندگی میں اسلام کی خدمت: جو ایک عالم دین حضرت مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک والوں نے کی ہے۔ کیا آپ سب نے مل کر جو سینکڑوں کی تعداد میں ہیں اتنی کی ہے حالانکہ آپ نے مملکت پاکستان کا لاکھوں روپیہ ہضم کیا ہے۔

تقسیم ملک کے بعد علماء کرام نے پاکستان میں بقاء واحیاء اسلام کے لئے جو خدمات انجام دی ہیں، کیا پاکستان کا تعلیم یافتہ طبقہ جو برسر اقتدار ہے وہ احیاء دین کی خدمات کا کوئی نمونہ پیش کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں!

دعاء　اے حق پرست علماء کرام! خدا تعالیٰ آپ کی خدمات کو قبول فرمائے، اور جنت الفردوس کا داخلہ نصیب فرمائے۔ اور اے (جدید) تعلیم یافتہ حضرات! خدا تعالیٰ تمہیں بھی اس قسم کی خدمات جلیلہ کی توفیق عطا فرمائے تا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے حضور میں سرخرو ہوجائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مہاجر مدنیؒ کی دارالعلوم حقانیہ میں تشریف آوری حاجی محمد امین کے ہاں موئے مبارک کی زیارت دارالعلوم میں حضرت عباسی کا خطاب اور جامع مسجد کا سنگ بنیاد:

جمعہ ۱۴ رمارچ ۵۸ء ۲۲ شعبان ۷۷ھ مدینہ منورہ کے مشہور شیخ عالم اور رہنما ومرشد حضرت مولانا عبدالغفور صاحب عباسی

مہاجر مدنی باب مجیدی (متوطن چنغرزئی جدبار یاست سوات) دار العلوم حقانیہ تشریف لائے۔ صبح سویرے ۲ بجے بندہ حاجی سید نور بادشاہ رکن دار العلوم کی معیت میں کار لے کر مجاہد آباد ترنگزئی گئے وہاں حاجی محمد امین صاحب مدظلہ کے کتب خانہ میں حضرت مولانا جلوہ افروز تھے' اولین نظر پڑی اور اہل اللہ اور اکابرین کا نمونہ سامنے آگیا' حضرت صاحب بیعت کر رہے تھے' فراغت کے بعد مصافحہ ہوا فرمایا اچھا تم آئے کار لائے ہو؟ ہم نے کہا جی ہاں۔ جناب نور بادشاہ نے بندہ کا تعارف کرایا غور سے دیکھا اور فرمایا "اچھا یہ تو بہت اچھے ہیں" سامنے بٹھلایا مجلس علماء و دیندار افراد و مریدین سے بھری تھی' اتنے میں حاجی صاحب بھی آئے ان سے بات چیت ہوئی' چائے آئی ہماری قسمت میں حضرت کے ساتھ شرکت کی سعادت آئی' اپنے ہاتھ سے حقیر کو انڈا جو کھا رہے تھے' حصہ دیا وہاں چائے کے بعد نبی اقدس ﷺ کے موئے مبارک کی زیارت ہوئی' بڑے احترام و اکرام سے کئی صندوق اور بے شمار مندیل و غلافوں میں بند تھا سب لوگ درود پڑھ رہے تھے اور زیارت ہوئی۔ حضرت نے فرمایا کہ "حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم کا ایک جبہ تھا جسے ہم لوگ بیماری وغیرہ میں پانی ڈال کر پیتے وہ پانی موجب شفاء ہوتا ظاہر ہے کہ اس جبہ کو ملابست وملامست بدن مطہرہ کی وجہ سے کرامت حاصل تھی' اور یہ تو جسد اطہر کا ایک جزء بدن ہے' اسلئے اسے پانی میں ڈال کر پانی مجمع پر پلا دیجئے پھر فرمایا کہ یہی طریقہ وہاں مدینہ منورہ میں موئے مبارک کیساتھ کیا جاتا ہے' جو شاہ عبدالغنی مجددی کے خاندان میں موجود ہے' چنانچہ حاجی صاحب نے اسے خود شیشی کی بوتل سے احتراماً نکال کر پانی کے کاسہ میں ڈالا وہ برتن بھی مدینہ سے حاجی محمد امین ترنگ زئی لائے تھے۔ وہ پانی اولاً حضرت صاحب نے تناول فرمایا پھر لوگوں نے' اس حقیر کو بھی چند قطرے نصیب ہوئے۔ ایں سعادت بزور بازو نیست

وہاں سے کاروں کے ذریعہ حضرت صاحب کو اکوڑہ خٹک روانہ کیا' بندہ کو حضرت کیساتھ کار میں بیٹھنے کی سعادت حاصل ہوئی احقر نے موئے مبارک کے متعلق سوال کیا فرمایا' اس کے متعلق تو کوئی دلیل ہمیں معلوم نہ ہو سکی' لیکن مدینہ میں جو ہے وہ تو متواتر ثقہ افراد میں چلا آ رہا ہے اور قابل اطمینان ہے اور بہر حال ہمیں تو جو چیز بھی آپ کو منسوب ہو احترام ہی کرنا ہے"

راستہ میں اتمان زئی میں شاہنواز خان کے مکان میں چند منٹ کیلئے اترے جنہوں نے بیعت کی اور داڑھی رکھنے کا عہد کیا۔ وہاں مجلس میں خاص مراقبہ و توجہ فرمائی اس حلقہ میں یہ ناچیز بھی بیٹھا۔ ۱۱ بجے کے قریب اکوڑہ پہنچے دار العلوم معتقدین و معززین سے کھچا کھچ بھرا تھا اکثر وہ حجاج تھے جن کو کبھی مدینہ میں حضرت ؒ سے ملنے کا شرف حاصل ہوتا تھا' والد ماجد نے پھول پیش کئے اور لوگوں سے مصافحہ کرتے ہوئے تعارف کرایا' دار العلوم کے تعمیرات وغیرہ کا معائنہ کیا۔ دار الشوریٰ بالائی حصہ دار الحدیث میں نماز نفل پڑھی پھر دار الحدیث میں جلوہ افروز ہوئے۔ کافی معززین کے ساتھ چائے نوش فرمائی پھر کاروں میں بیٹھ کر بادشاہ گل صاحب کی دعوت پر چند منٹ کے لئے جامعہ میں اترے مزار کے قریب دعا کی اور وہاں سے روانہ ہو کر ہمارے آبائی مسجد قدیم (محلہ ککے زئی) تشریف لائے' والد ماجد نے ان کے متعلق مختصر تقریر کی اور خطبہ پڑھا حضرت صاحب ؒ نے' نماز جمعہ پڑھائی نماز کے بعد اس حقیر نے حضرت کی بارگاہ میں سپاسنامہ عقیدت و اخلاص حضرت مہتمم و اراکین و اہالیان اکوڑہ کی جانب سے پیش کیا جس سے حاضرین متاثر تھے خود حضرت صاحب ؒ نے بعد میں پوچھا کہ تم نے خود بنایا تھا الفاظ آپ کے تھے' میں نے کہا حضرت آپ ہی کی کرامت و توجہ تھی' فرمایا تمہارا کمال ہے' پھر

کتابوں وغیرہ کے متعلق پوچھا کہ کیا پڑھتے ہو؟ بعد میں مردان میں اس سپاسنامہ کے متعلق تحقیق کی کہ کہیں گم نہ ہوا سے ساتھ لے جاؤں گا کہ اس علاقہ کے علماء کی یادگار رہے گی۔ سپاسنامہ کے بعد حضرت والا نے ایک گھنٹے تک بصیرت افروز تقریر کی جس میں ترک دنیا' ترک اعمال شیعہ' ذکر حق فکر حق اور عبادات واعمال صالحہ پر خصوصاً ظاہری صورت کو بھی ٹھیک کرنے پر قرآن وسنت کے اور حضرات صوفیاء کے اقوال وسیرت کی روشنی میں زور دیا' جس سے ہر شخص پر گریہ طاری تھا' حضرتؒ نے بھی حمد وثنا کا آغاز حالتِ گریہ میں کیا' تقریر کے اختتام میں اس خوش قسمت ناچیز کا بھی سپاسنامہ پر شکریہ ادا کیا اور فرمایا یہ آپ لوگوں کا حسنِ ظن ہے کہ ''اچھے الفاظ سے یاد کیا ورنہ میں کیا'' تقریر کے بعد عجیب رقت انگیز انداز میں دعا فرمائی لوگ آمین کہتے رہے' تقریر کے بعد عام لوگوں نے جن میں علماء وفضلاء شامل تھے بیعت کی۔ اس ناچیز کے ہاتھ کو بھی ہاتھ میں لے کر بیعت کرایا اور قلب پر ''اللہ'' کے ضرب لگائے مجاہد آباد سے آتے ہوئے راستہ میں زیادتِ علم کے لئے فرمایا کہ اللهم نور بالعلم قلبي واستعمل بطاعتك بدني وبارك وسلم عليه کا ورد کیا کرو۔ اس وقت بھی ہم بھائیوں کو خاص دعا کی میرے ہاتھوں کیساتھ جو دیگر ہاتھ انکے مبارک ہاتھوں میں تھے ان میں ہمارے استاد مولانا عبدالغنی ویروی کے ہاتھ بھی شامل تھے' نماز کے بعد مسجد کے دالان کے شمالی کمرہ (سابقہ درسگاہ صدر صاحب مرحوم) میں کھانا تناول فرمایا والدہ ماجدہ کیلئے دعائے صحت کرنے کا عرض کیا تو فرمایا ''یا الله یا سلام یا قوی'' کا ورد بعدہ واهل بدر کی تعداد ۳۱۳ مرتبہ کیا کرو اُسے میری طرف سے سلام کہہ دو ان شاء اللہ صحت وقوت وسلامتی ہوگی۔ نماز عصر دارالعلوم کے دارالحدیث میں پڑھائی بندہ کو بھی اقتداء کی سعادت نصیب ہوئی نماز کے بعد اپنے خاص خادم مولانا ابوالخیر کو رائے بک میں رائے کیلئے الفاظ لکھوا دیئے کہ اس طرح لکھ دو پھر دارالعلوم کے نئی عمارت کے مغربی سمت ملک شریف خان کے دیئے ہوئے اراضی میں اپنے دست اقدس سے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور اس کے لئے کدال ماری پھر اپنی جیب خاص سے مسجد کیلئے دس روپے کی مبارک رقم عنایت فرمائی اور حاضرین سے بھی ہزاروں روپے چندہ کرایا شام کے قریب مردان روانہ ہوئے بندہ بھی دوسری کار میں ساتھ روانہ ہوا۔ شام کے بعد مردان گنڈیری حکیم صاحب کے مکان پر پہنچے بندہ کو پاؤں دبانے کی سعادت حاصل ہوئی کھانے میں بھی ساتھ بیٹھا اور ایک ہی پلیٹ میں خود شریک کرتے رہے اور بار بار کھاؤ کھاؤ کے مبارک توجہات سے بہرہ یاب' فرماتے رہے' عشاء کی نماز اس مکان میں انکے پیچھے پڑھی اور رات کو بھی یہیں قیام ہوا' صبح کی نماز مسجد میں ان کی اقتداء میں پڑھی تقریر اور عام بیعت کثیر الناس کے بعد چائے پی' بندہ کو اپنے ساتھ خاص چائے میں شریک کیا اور بار بار کھلاتے رہے اور پوچھتے تھے کہ ''ھہ خونہ ئی'' دارالعلوم کے متعلق حاضرین کو کہتے تھے کہ بڑی خوشی ہوئی مولانا عبدالحق مخلص ہیں وہاں ان کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ ۲ بجے کے قریب ان سے دل مغموم کے ساتھ اجازت لی فرمایا' ہاں مولانا پریشان ہوں گے' آج تم جاؤ پھر معانقہ کا شرف حاصل ہوا اور فرمایا تم لوگ میرے ساتھ وابستہ ہوئے ہو۔ فرمایا کہ وظیفہ وذکر پر مداومت کرو اور مولانا کو میرا بہت بہت سلام عرض کردو۔ پھر مصافحہ کرتے ہوئے رخصت کیا اور زیادت علم کی دعا دہرائی۔